مکتبہ افکار رضا

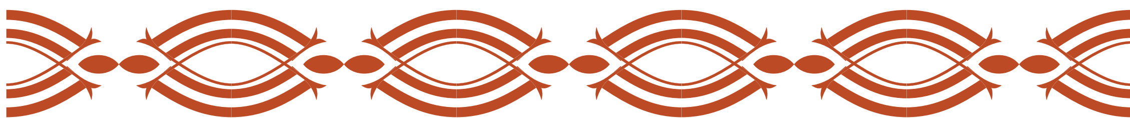
# مجرم بلائے آئے ہیں
# جَآءُوْكَ ہے گواہ

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِؕ
وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ
فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ
الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ
تَوَّابًا رَّحِيْمًا (64)

(سورہ نساء آیت نمبر 64)

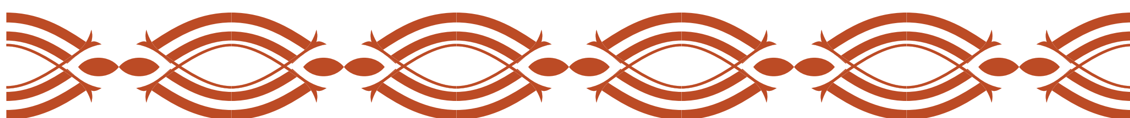
کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی غفر اللہ لہ ما یجری منہ و ما مضیٰ

افکارِ رضا ریسرچ سینٹر (اہلِ سنّت و جماعت)
AFKAR-E-RAZA RESEARCH CENTER



# مجرم بلائے آئے ہیں
# جاءوک ہے گواہ

افکارِ رضا ریسرچ سینٹر





## جملہ حقوق محفوظ ہیں


| | |
|---|---|
| رسالے کا نام | مجرم بلائے آئے ہیں جَاءُوْكَ ہے گواہ |
| کاوش | سید کامران عطاری مدنی |
| صفحات | 49 |
| اشاعت | --- |
| مکتبہ | افکارِ رضا |
| رابطہ | +923155322470 |

# فہرست

# پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس رسالے کا عنوان "مجرم بلائے آئے ہیں جَآءُوْكَ ہے گواہ" در حقیقت اُس آیت قرآنی کی شعری ترجمانی ہے جس میں اللہ پاک نے بندوں کو اپنے گناہوں کی معافی کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی تعلیم ارشاد فرمائی ہے۔ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وہ مدح و ثنا بیان کرتی ہے جسے عشاق ہی سمجھ سکتے ہیں، گویا کہ اللہ پاک نے اپنی بارگاہ میں توبہ کی مقبولیت کو درِ مصطفی کی حاضری پر موقوف فرما دیا ہے۔ لہٰذا، آیتِ کریمہ کی اسی خصوصیت و اہمیت کے پیشِ نظر، عوام الناس کے لیے اس رسالہ کو مرتب کیا گیا ہے۔

اس رسالہ میں کتب تفاسیر و احادیث، نصوصِ علما اور نصائح و وقائع کے ذریعے آیت جَآءُوْكَ کا معنیٰ و مفہوم اور تفسیر اختصاراً واضح کی جائے گی۔ نیز، اس آیت سے ثابت ہونے والے عقائد و اعمال، مثلاً: شفاعت و توسل، اعانت و استعانت اور روضہ رسول کی حاضری و زیارت کی مشروعیت پر بھی اقوالِ سلف صالحین اور مذاہب اربعہ سے روشنی ڈالی جائے گی۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ اسے خلقِ عامہ کے لیے باعثِ نفع اور ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

مجرم ہوں دل سے خوفِ قیامت نکال دو
پردہ گناہ گار پہ دامن کا ڈال دو

# مجرم بلائے آئے ہیں۔۔۔۔۔جآءُوْكَ ہے گواہ

الحمد للہ الذی فضل سیدنا ومولانا محمدا علی العلمین وخصہ بالمقام المحمود بین الحامدین والمحمودین وارسلہ رحمۃ للعالمین بین الانبیاء و المرسلین واکرمہ بحوض الکوثر و الشفاعۃ للمذنبین و جعلہ آیۃ من آیاتہ و خاتم النبیین فصلی اللہ تعالیٰ علیہ و بارک وسلّم وعلی آلہ الطیبین الطاھرین و صحبہ المھدیین الھادیین واولیآء امتہ المکرمین العارفین وجمیع من اتبعہ من المؤمنین الیٰ یوم الدین

اَمَّابَعْد: نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی شان و عظمت کے کیا کہنے! اللہ رب العزت نے خود قرآن مجید فرقان حمید میں جابجا ہمارے پیارے آقا، نبی مکرم شفیع معظم احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی تعریف و توصیف بیان فرمائی ہے۔ لہٰذا کلام اللہ کے سامنے مخلوق کی تعریف وتوصیف اور نعت ونغموں کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے، البتہ امتی نگاہ کرم کا ملتجی ہو کر ان کے نغمے ضرور سنتا سناتا ہے۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے فضائل و اوصاف اس قدر جامعیت و معنویت رکھتے ہیں کہ اگر کسی ایک وصف کو بھی بندہ لے کر بیٹھ جائے تو گھڑیوں میں وقت، قلموں میں سیاہی اور بندے کی زندگی ختم ہو جائے گی لیکن اس ایک وصف کی بھی تعریف وتوصیف ختم نہ ہو گی۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے آپ کو لامحدود فضائل و کمالات عطا فرمائے ہیں۔

جیسا کہ ایک شاعر نے کہا:

یَا صَاحِبَ الْجَمَالْ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرْ          مِنْ وَّجْھِكَ الْمُنِیْرْ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ　　بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر[1]

امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں:

لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کردیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

گویا اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وأحسنُ مِنْكَ لَم تَرَ قطُّ عینی　　وأجملُ مِنكَ لَم تَلِدِ النساءُ
خُلِقتَ مُبرّءً من کُلِّ عیبٍ　　کأنکَ قد خُلِقتَ کما تشاءُ[2]

بلکہ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے حرفِ آخر لکھ کر گویا قلم ہی توڑ دیا ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا کمال کسی وصف سے نہیں، بلکہ اس وصف کا کمال ہے کہ کامل کی صفت بن کر خود کمال و کامل و مکمّل ہو گیا، کہ جس میں پایا جائے اس کو کامل بنادے۔[3]

اس بنیاد پر ہر شخص یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ اللہ پاک نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ان عظیم خصائص و کمالات سے نوازا ہے جنہیں تصور میں لانا بھی مشکل ہے۔ بلکہ خود باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾ (پ30، الکوثر:1)

(1) اے خوبصورت جمال والے! اے انسانوں کے سردار! آپ کے نورانی چہرے سے تو چاند بھی ضیاء لیتا ہے۔ آپ کی تعریف وثناء کرنا کماحقہ ممکن ہی نہیں ہے۔ قصہ مختصر یہی ہے کہ خدا برتر ذوالجلال کے بعد بزرگ ہستی آپ ہی ہیں۔

(2) یعنی حضور! آپ جیسا کوئی خوبصورت میری آنکھوں نے آج تک دیکھا ہی نہیں، اور دیکھتیں بھی کیسے بھلا! کسی ماں نے آج تک آپ جیسا حسین جنا ہی نہیں۔ کیونکہ اللہ جل وعلانے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حسبِ منشاء ہر عیب و نقص سے پاک ومبرا پیدا فرمایا ہے۔

(3) بہار شریعت، 1/ 65، مکتبۃ المدینہ، کراچی

ترجمہ کنز الایمان: اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔[1]

## قلت و کثرت کا وجود بھی حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا صدقہ

اب "بے شمار خوبیوں" کے اللہ رب العزت کے نزدیک کیا معنیٰ ہیں، اِسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ حالانکہ اس نے دنیا و مافیہا کو بھی قلیل فرمایا ہے تو اب اس کے نزدیک کثرت کی مقدار و معیار کیا ہو گا، انسانوں کی عقل سے ماوراء ہے۔ بلکہ حضرت حق عز جلالہ نے تمام جہان کو ہی حضور پر نور محبوب اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے واسطے پیدا فرمایا ہے کہ حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا جیسا کہ مروی ہے لو لاك لما خلقت الافلاك۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو نہ بناتا۔[2] یعنی ساری کائنات، بلکہ خود قلت و کثرت کا وجود بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا صدقہ ہے تو ایسی عظیم ہستی کے سامنے یہ چیزیں کچھ حیثیت نہیں رکھتیں۔

الغرض، اس کائنات کا رنگ، جان، حسن، روح اور خوبصورتی محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی ذات سے وابستہ ہے اور اگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام اس جہان سے لامکاں کا رختِ سفر باندھ لیں تو نظام کائنات معطل ہو جاتا ہے۔

## اللہ پاک کے نائب مطلق اور خلیفہ اعظم

لہٰذا، اس حیثیت سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی ذات ملجا و ماویٰ اور بے بسوں ولاچاروں کی پناہ گاہ ہے کیونکہ اس کائنات میں آپ اللہ پاک کے نائب مطلق اور خلیفہ اعظم ہیں۔ آپ سب کے حاکم اور ساری کائنات آپ کی محکوم و غلام ہے۔ دنیا کا دستور ہے کہ مشکلات و حاجات میں رعایا کی نظر حاکم و بادشاہ کی طرف ہوتی ہے،

---

(1) پ30، الکوثر:1

(2) شرح الشفاء، 1/ 382، دار الکتب العلمیہ، بیروت

تو ایسے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو بھی اللہ پاک نے وہ دربار گوہر بار عطا فرمایا ہے کہ نہ صرف انسان بلکہ چرند، پرند اور حیوانات بھی اپنی مشکلات و حاجات میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ربِ ذوالجلال نے اپنی بارگاہ میں آنے سے پہلے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا حکم ارشاد فرمایا کہ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی بارگاہ میں آؤ گے، اپنے گناہوں کی معافی مانگو گے اور اس نائب مطلق، مخدوم خلق، نبی برحق صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی طرف سے تمہاری شفاعت و سفارش کی جائے گی تو تمہارے بیڑے پار ہو جائیں گے۔

چنانچہ، اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا﴾ (پ5، النساء:64)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

## دعا کی قبولیت کا مقام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن دعا کی قبولیت کے مقامات کا ذکر کرتے ہوئے ایک مقام کا ذکر یوں کرتے ہیں: مواجہہ شریفہ حضور سَیِّدُ الشَّافِعِین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ امام ابن الجزری (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: دعا یہاں قبول نہ ہو گی تو کہاں ہو گی!

اقول (میں کہتا ہوں): آیہ کریمہ: ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا﴾ (پ5، النساء:64) اس پر دلیل کافی

ہے۔ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی ہر طرح معاف کر سکتا ہے، مگر ارشاد ہوتا ہے کہ "اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہوں اور اللہ سے معافی مانگیں اور رسول ان کی بخشش چاہے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں"۔ (1)

## آیت جَآءُوْكَ کی فضیلت

امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سورۃ النساء میں پانچ آیتیں ایسی ہیں جو مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ علمائے کرام جب ان پر سے گزرتے ہیں تو وہ ضرور انہیں پہچانتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہی آیت ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ﴾ ہے۔ (2)

## آیت کا معنیٰ و مفہوم

امام ابراہیم بن سری بن سہل معروف بہ امام زجاج (وفات 311ھ) اس آیت کا معنٰی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے وقت حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے اور ساتھ استغفار بھی کرتے تو یہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پاتے۔ (3)

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لوگوں کے لیے استغفار کرنا، تو درحقیقت یہ ان کے لیے دعا کرنا ہے جو کہ دنیا میں شفاعت کی ایک قسم ہے۔ (4)

---

(1) فضائل دعا، ص134، مکتبۃ المدینہ، کراچی
(2) تفسیر ابن المنذر، 2/775، دار المآثر، المدینۃ النبویۃ
(3) معانی القرآن واعرابہ للزجاج، 2/70، عالم الکتب، بیروت
(4) تفسیر الراغب الاصفہانی، 3/1301، دار الوطن، ریاض

یعنی ایسے لوگ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کے لیے دعا کریں تو اللہ ضرور ان کی توبہ قبول فرما کر انہیں بخش دے گا۔ لہٰذا، اب بھی ممکنہ صورت میں روضہ رسول پر حاضر ہو کر اپنے گناہوں کی معافی و تلافی کا سلسلہ کرنا چاہیے کہ یہ حکم صرف ظاہری حیات کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ تا قیامت ہے۔

## مرغوب امور میں سے

جیسا کہ عالمِ مدینہ علامہ نور الدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی باگاہ کی حاضری و استغفار اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا اپنے امتیوں کے لیے استغفار کرنا مرغوب امور میں سے ہے۔ یہ ایسا رتبہ ہے جو نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے ظاہری وصال کے بعد بھی منقطع نہیں ہوا۔"(1)

## مجرمانہ حاضری کرم و بخشش کا ذریعہ

تفسیر نعیمی میں ہے: "اگر وہ آپ کی امت والے جن و انس جب کبھی جہاں کہیں کسی قسم کا ظلم اپنی جانوں پر کر لیں تو آپ کے حضور حاضر ہو جائیں مگر ان کی یہ حاضری سائلانہ مجرمانہ ہو جیسے داتا کے دروازے پر فقیر، حاکم کریم کے دروازے پر اقبالی مجرم حاضر ہو جاتا ہے۔ حاکمانہ، ظالمانہ، دوستانہ، سارقانہ نہ ہو جہاں برتری یا برابری کا اظہار ہوتا ہے کیونکہ برابری کے خیال کی حاضری محرومی کا باعث ہے، مجرمانہ حاضری کرم و بخشش کا ذریعہ ہے پھر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے اپنے ظلم و جرم کی معافی مانگیں کیونکہ ہم سے معافی مانگنے کے لئے بہتر وقت اور مناسب جگہ

(1) وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی، 4/185، دار الکتب العلمیہ، بیروت

آپ کی حضوری ہے اور رسول یعنی آپ بھی ان کے لئے دعائے مغفرت یعنی شفاعت فرمادیں تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول فرمانے والا مہربان پائیں کہ ان کی توبہ قبول فرمائی جائے اور ان پر رحمت کی جائے۔"(1)

صراط الجنان فی تفسیر القرآن میں ہے: "یاد رہے کہ تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اور وصالِ ظاہری کے بعد آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے مزار پر انوار پر حاضری دے کر اپنے گناہوں کی معافی چاہنے، اپنی مغفرت و نجات کی التجا کرنے اور اپنی مشکلات کی دوری چاہنے کا سلسلہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے چلتا آرہا ہے۔"(2)

## صحابہ کرام کا عمومی طرز عمل

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بھی اسی آیت پر عمل تھا جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کسی عورت کا بوسہ لے لیا تھا، تو اس نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کو اس کی خبر دی۔ جس پر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ (پ12، ھود:114) اس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم)! کیا یہ حکم فقط میرے لیے ہے؟ نبی کریم (صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم) نے فرمایا: میری ساری امت کے سب لوگوں کے لیے ہے۔(3) اور

---

(1) تفسیر نعیمی، 5/193، مکتبہ اسلامیہ، لاہور

(2) صراط الجنان فی تفسیر القرآن، 2/234، مکتبۃ المدینہ، کراچی

(3) بخاری، 1/196، حدیث:566، دار الکتب العلمیہ، بیروت

ایک روایت میں ہے کہ میری امت میں سے جو بھی اس پر عمل کرے۔[1]

اس حدیث کے تحت محدث و شارح علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ ان کا نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں آنا اس آیت ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ﴾ پر عمل تھا۔[2]

## روزہ توڑنے کا انوکھا کفارہ

اسی طرح ایک دوسرے صحابی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: "صحاح ستہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص نے بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا۔ فرمایا: کیا ہے؟ عرض کی: میں نے رمضان میں اپنی عورت سے نزدیکی کی۔ فرمایا: غلام آزاد کر سکتا ہے؟ عرض کی: نہ۔ فرمایا: لگاتار دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے؟ عرض کی: نہ۔ فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ عرض کی: نہ۔ اتنے میں خرمے (چھوہارے) خدمت اقدس میں لائے گئے۔ حضور نے فرمایا: انہیں خیرات کر دے۔ عرض کی: اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر؟ مدینے بھر میں کوئی گھر ہمارے برابر محتاج نہیں۔ فضحك النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ وقال اذھب فاطعمه اھلك۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یہ سن کر ہنسے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے، اور فرمایا: جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

مسلمانو! گناہ کا ایسا کفارہ کسی نے بھی نہ سنا ہو گا سوا دو من خرمے سرکار سے عطا

---

(1) بخاری، 3/247، حدیث: 4687، دار الکتب العلمیہ، بیروت

(2) مرقاۃ المفاتیح، 2/507، دار الفکر، بیروت

ہوتے ہیں کہ آپ کھالو، کفارہ ہوگیا۔ واللہ! یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی بارگاہ رحمت ہے کہ سزا کو انعام سے بدل دے، ہاں ہاں یہ بارگاہ بیکس پناہ فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ (تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔) کی خلافت کبریٰ ہے، ان کی ایک نگاہ کرم کبائر کو حسنات کر دیتی ہے جب تو ارحم الراحمین جل جلالہ نے گنا ہگاروں، خطاواروں، تباہ کاروں کو ان کا دروازہ بتایا کہ: وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الآیۃ گناہ گار تیرے دربار میں حاضر ہو کر معافی چاہیں اور تو شفاعت فرمائے تو خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔"[1]

## دربان اور پہرہ دار سے خالی بارگاہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔ اس عورت نے پہچانا نہیں تو کہنے لگی: مجھے چھوڑ دیں کیونکہ جو تکلیف مجھے پہنچی ہے تو وہ آپ کو نہیں پہنچی۔ اس عورت سے کہا گیا کہ یہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام تھے، تو وہ حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئی جہاں کوئی دربان نہیں تھے۔ اس نے عرض کی: مجھے معاف کیجئے گا، میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ نبی پاک صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: صبر صدمہ کی ابتدا میں ہوتا ہے۔[2]

یعنی وہاں نہ کوئی دربان تھا نہ پہرے دار۔ کیونکہ وہ کسی دنیوی بادشاہ کا دربار نہ تھا بلکہ وہ تو نبیوں کے سالار، احمد مختار صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا وہ دربار تھا جہاں ہر بے کس و ناچار کو حاضر خدمت ہونے کی اجازت عام تھی۔ یہ وہی مقدس بارگاہ تھی جہاں حاضر ہونے

---

(1) فتاوی رضویہ، 30/530-532، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(2) بخاری، 1/433، حدیث:1283، دار الکتب العلمیہ، بیروت

والوں کے بگڑے ہوئے کام بن جاتے ہیں، بڑے بڑے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی ہے:﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا﴾(پ5،النساء:64)ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

## آیتِ جَآءُوْكَ کی صوفیانہ تفسیر

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ﴾ کا معنٰی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (اللہ عزوجل فرماتا ہے) اگر یہ لوگ آپ کو وسیلہ بناتے تو وہ ضرور ہم تک پہنچ جاتے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اگر یہ لوگ عاجزی و محتاجی کو لازم پکڑتے اور توبہ و استغفار کی سواری پر سوار ہوتے تو وہ ضرور اپنے اونٹوں کو ہماری رحمت کی چراگاہ میں باندھتے۔(1)

## مظہر ذات الٰہی منظر صفات الٰہی

تفسیر نعیمی میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر صوفیانہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "حضرات انبیاء کرام خصوصاً حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم مظہر ذات الٰہی منظر صفات الٰہی ہیں۔ مظہر میں ذات کی جھلک ہوتی ہے۔ جب شیشہ سورج

(1) تفسیر القشیری، 1/ 344، الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، مصر

کے سامنے ہو جائے تو وہ مظہر آفتاب بن جاتا ہے کہ اس میں روشنی گرمی کی شعاعیں سب نمودار ہو جاتی ہیں۔ رب کی صفات عالیہ میں سے یہ ہے کہ اس کا ہر حکم بلا چون و چرا مانا جائے تو حضور کی شان میں بھی یہی جھلک نظر آنی چاہیے کہ آپ کی ہر بات بلا جرح مانی جائے رب کی صفت ہے کہ ہر مخلوق اس کے دروازے کی بھکاری ہے تو حضور میں بھی یہ تجلی نظر آنا چاہیے کہ ساری مخلوق آپ کے در کی بھکاری ہو۔ رب کی شان تو یہ ہے کہ اس کے حکم پر ناراضی بھی کفر ہے تو حضور کی شان میں یہ بات ہونی چاہیے کہ آپ کے فیصلہ سے ناراضی کفر ہو، رب تعالیٰ نے یہاں اپنے محبوب کا مظہر ذات الٰہی ہونا ثابت فرمایا۔ حضور کی سنتوں کی پیروی ایمان کی جان ہے۔ یہاں تفسیر روح المعانی نے فرمایا کہ رب تعالیٰ نے اپنے تک پہنچنے کے تمام راستے بند کر دیئے ہیں صرف ایک راستہ باقی رکھا ہے وہ اس کے حبیب کی اطاعت ہے جو ان کے خیمہ سے الگ رہا۔ رب تک نہ پہنچا۔ نیز، فرماتے کہ حضور ہر وقت ہر جگہ ہر مخلوق کے حاکم مطلق ہیں۔ حتیٰ کہ حضور ہمارے اجسام، ہمارے دل، ہماری ارواح، ہماری اولاد و اموال کے مالک و حاکم ہیں۔ جسم عالم مادیات کی چیز ہے۔ روح عالم امر کا پرندہ مگر حضور کا حکم ان دونوں پر جاری ہے۔ دوسری آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر لوگوں کی ارواح اجسام قلوب و نفوس میں جھگڑا ہو تو اے محبوب آپ کو ان کے درمیان حاکم مانیں۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ جو شخص حضور کی سنتوں کا متبع ہو گا رب تعالیٰ اسے چار نعمتیں عطا فرمائے گا۔ صالحین کے دلوں میں اس کی محبت فاسقین کے دلوں میں اس کی ہیبت رزق میں برکت اور وسعت دین میں تفقہ۔ یہ اب بھی تجربہ ہو رہا ہے کہ جو حضور کے آستانہ کے ہو گئے انہیں یہ چاروں نعمتیں مل گئیں۔ صوفیاء تو فرماتے ہیں کہ حضور کی محبوبیت خدا تعالیٰ کی

محبوبیت سے زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے دلوں میں رب کی ہیبت کا غلبہ ہے حضور کی محبت کا، عشق، شوق، ذوق کے حضور مرکز ہیں۔"[1]

## بارگاہِ رسالت کی حاضری کا وجوب

بلکہ صوفیاء کرام نے گناہ ہوجانے کے بعد بارگاہِ رسالت کی حاضری کو واجب قرار دیا ہے جیسا کہ یہی امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کا خود کو ستون سے باندھ کر سزا دینے والے واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بندہ سے گناہ صادر ہوجانے کے بعد بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی حاضری واجب ہے۔ چنانچہ، التعرف لمذھب اھل التصوف میں ہے کہ حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "میں اس جگہ سے نہیں اٹھوں گا، یہاں تک کہ اللہ میرے کئے کو معاف فرمادے۔" تو یہ خوفِ خدا کے سبب تھا جو ان پر غالب آگیا تھا، اور ان کے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہونے کے درمیان حائل ہوگیا تھا حالانکہ یہ حاضری ان پر واجب تھی کہ اللہ پاک نے فرمایا:

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا﴾[2] (پ5، النساء:64)

تُو جو چاہے تو ابھی میل مرے دل کے دُھلیں
کہ خُدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

---

(1) تفسیر نعیمی، 5/198، مکتبہ اسلامیہ، لاہور

(2) التعرف لمذھب اھل التصوف، ص114، دار الکتب العلمیہ، بیروت

## آیتِ جَاءُوْكَ سے حاصل ہونے والے مسائل و احکام

اس آیت سے چند اہم عقائد و مسائل معلوم ہوتے ہیں جنہیں یہاں ذیل میں اختصاراً ذکر کیا جاتا ہے:

### (1) دنیا و آخرت دونوں میں شفاعت نبوی کی قبولیت

بندوں کے حق میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی شفاعت جیسے دنیا میں قبول ہے تو ایسے ہی آخرت میں بھی بڑے بڑے گناہ گار نبی علیہ السلام کی شفاعت کے سبب بخشے جائیں گے۔ کیونکہ اس آیت میں واضح طور پر دنیا میں بندوں کے حق میں شفاعت قبول ہونے کا ذکر ہے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آخرت میں بھی اہلِ کبائر شفاعت نبوی سے مستفید ہوں گے کہ دنیا و آخرت میں شفاعت کے فرق کا کوئی قائل نہیں ہے، بلکہ جو لوگ انکار بھی کرتے ہیں تو وہ مطلقاً شفاعت کے منکر ہیں جبکہ یہ آیت ایسے منکرین کے خلاف زبردست ہے۔

### شفاعتِ رسول دنیا و آخرت میں مقبول

چنانچہ، تفسیرِ کبیر میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم گناہ گارو نافرمان لوگوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں تو اللہ پاک ایسے لوگوں کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اہلِ کبائر کے حق میں شفاعتِ رسول دنیا میں بھی قبول ہے، تو اب واجب و لازم ہے کہ آخرت میں بھی قبول ہو کیونکہ شفاعت کے متعلق دنیا و آخرت میں فرق کا قائل کوئی نہیں ہے۔[1]

---

(1) تفسیر الرازی، 3/500، دار احیاء التراث العربی، بیروت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: (اللہ پاک) آیت میں مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ گناہ کرکے اس نبی (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کی سرکار میں حاضر ہو اور اُس سے درخواستِ شفاعت کرو، محبوب (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) تمہاری شفاعت فرمائے گا تو ہم یقیناً تمہارے گناہ بخش دیں گے۔[1]

## معافی شفاعت سے ہے

تفسیر نعیمی میں ہے: "حضور کی شفاعت کے بغیر کوئی گناہ قابل معافی نہیں، معافی شفاعت سے ہے جیسا کہ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ سے معلوم ہوا۔ ہماری استغفار و دعا میں گویا تخم ہے۔ حضور کی استغفار و شفاعت گویا پانی، اس لئے پہلے مجرم کی استغفار کا ذکر ہوا پھر حضور کی استغفار کا۔ یہ تو ہو جاتا ہے کہ بغیر تخم صرف بارش کے پانی سے سبزہ اُگ جائے مگر یہ ناممکن ہے کہ بغیر پانی صرف تخم سے سبزہ ہو جائے۔ اسی طرح یہ ہو سکتا ہے کہ ہماری دعا کے بغیر صرف حضور کی دعا سے ہماری بخشش ہو جائے مگر یہ ناممکن ہے کہ حضور کی شفاعت کے بغیر صرف ہماری دعا سے بخشش ہو جائے۔ قیامت کے دن سارے اعمال کی پیشی شفیع کے تلاش کے بعد ہو گی۔"[2]

## حیات انبیاء و اعمالِ امت کے پیش ہونے کا ثبوت

علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس آیت سے دو امور ثابت ہوتے ہیں: (1) نبی علیہ السلام حیات ہیں۔ (2) نبی علیہ السلام پر اپنی امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔

پس جب یہ معلوم ہو گیا ہے تو اب آیت کا معنٰی یہ ہو گا کہ جو اپنی ذات پر ظلم کر

(1) فتاوی رضویہ، 29/572، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(2) تفسیر نعیمی، 5/194، مکتبہ اسلامیہ، لاہور

بیٹھے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر استغفار کرے اور نبی پاک صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم ان کے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں تو وہ لوگ اللہ عزوجل کو توبہ قبول کرنے والا رحم فرمانے والا پائیں گے۔ اور یہ ہر زمان و مکان میں عام ہے؛ کیونکہ اس کو شرط پر مشروط کیا گیا ہے (یعنی جب بھی کوئی ایسا کرے۔)

اس تقریر کے بعد یہ بات بھی واضح ہو گئی ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام اپنے وصال ظاہری کے بعد بھی اپنی بارگاہ میں آنے والوں کو پہچانتے ہیں، اور نہ صرف ان کے صلوۃ و سلام کو سنتے ہیں، بلکہ اس کا جواب بھی ارشاد فرماتے ہیں، تو یہ حالتِ حیات ہے۔ لہٰذا، جب کوئی سوالی آپ سے سوال کرتا ہے تو آپ اس کے لیے مغفرت کی دعا فرماتے ہیں۔ کیونکہ یہ حالت آپ کے لیے دنیا و آخرت میں ثابت ہے کہ آپ شفیع المذنبین ہیں۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ آپ منصب نبوت کے ساتھ دارین میں حیات، اور ادراک رکھنے والے ہوں۔ یہ تینوں امور آپ کے لیے برزخ میں بھی بدرجہ اولیٰ ثابت ہیں، تو یوں امت کی راہنمائی بمقتضائے شرط پائی جائے گی۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت سے یہی چیز ثابت کی ہے جیسا کہ میں نے اسے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے توسل کے جواز والے باب میں ذکر کیا ہے۔ (1)

## بعد وصال بھی زیارت کا وہی حکم

اسی آیت کے ضمن میں البدر التمام شرح بلوغ المرام میں ہے: اللہ پاک کا یہ فرمان: ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ اور نبی علیہ الصلوۃ و السلام ظاہری وصال کے بعد بھی زندہ

---

(1) سبل الهدی والرشاد، 12/ 380، دار الکتب العلمیہ، بیروت

ہیں جیسا کہ وصال سے قبل اپنی حیات میں زندہ تھے۔ لہٰذا، اب بھی اگر کوئی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بارگاہ میں زیارت کے لیے حاضر ہوتا ہے تو وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ کی ظاہری حیات میں حاضری ہوتی تھی۔[1]

## ہر شخص کے اعمال اور حاضری سے خبر دار

اعمالِ امت پر اطلاع کے متعلق تفسیر نعیمی میں ہے:"حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر شخص کے اعمال، اس کی حاضری سے خبر دار ہیں کہ کسی سے بے خبر نہیں اور کوئی شخص کہیں سے حضور کا توسل اختیار کرے تو حضور اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جیسا کہ جَآءُوْكَ کے عموم کے بعد وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ فرمانے سے معلوم ہوا۔ کیا تمہیں خبر نہیں کہ حضور نے دو قبروں کے متعلق خبر دی کہ ان میں عذاب ہے: ایک میت تو چغلی کھاتا تھا دوسرا پیشاب سے پرہیز نہ کرتا تھا۔ رب نے ہم کو بے خبر بے بس کے پاس نہیں بھیجا، بلکہ خبیر و کریم کے پاس بھیجا ہے۔"[2]

## ملائکہ کی زندگی کی مانند

حیات انبیاء کے متعلق موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں ہے:"اللہ پاک کا یہ فرمان: ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ﴾ (پ5، النساء:64) ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام ظاہری وصال کے بعد بھی اپنی قبر میں زندہ ہیں، جیسا کہ شہداء نصِ قرآنی سے زندہ ہیں۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ

---

(1) البدر التمام شرح بلوغ المرام، 3/ 78، دار الوفاء، منصورہ

(2) تفسیر نعیمی، 5/ 194، مکتبہ اسلامیہ، لاہور

فرمان سچ ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ جو یہ فرمایا: ”وہ زندہ ہیں“ یعنی وہ سب شہداء کی طرح ہیں، بلکہ افضل ہیں، اور شہداء اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، اللہ کے پاس زندہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی حیات ہم پر ظاہر نہیں ہوتی، بلکہ وہ ملائکہ کی زندگی کی مانند ہوتی ہے۔[1]

## (2) قبرِ انور پر حاضری باعث فضیلت ورحمت

امام ابن ضیاء مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جہاں تک زیارت قبرِ اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا معاملہ ہے تو اس پر کثیر دلائل موجود ہیں۔ جن میں سے یہ آیت بھی موجود ہے کہ ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ﴾ (پ5، النساء:64) اور اس بات میں شک نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم حیات ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت کے اعمال آپ پر پیش کئے جاتے ہیں۔[2]

## روضہ انور پر آیت کو پڑھنا اور استغفار کرنا مستحب

سبل الہدی والرشاد میں علامہ صالحی شامی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ علمائے کرام نے اس آیت سے حالت حیات ووصال ظاہری کے بعد بہر حال عموم سمجھا ہے، اور انہوں نے قبرِ انور پر حاضری دینے والے کے لیے اس آیت کو پڑھنا اور اللہ پاک سے استغفار کرنا مستحب قرار دیا ہے۔[3]

## تین امور کے معلق ہونے پر دلالت

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ امام زین الدین بن حسین مراغی نے

---

(1) الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، 24/83، وزارۃ الاوقاف، کویت

(2) تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجد الحرام والمدینۃ الشریفۃ، ص334، دار الکتب العلمیہ، بیروت

(3) سبل الھدی والرشاد، 12/381، دار الکتب العلمیہ، بیروت

فرمایا: ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ زیارتِ مسجد اقدس کے عبادت و قربت ہونے کا اعتقاد رکھے کیونکہ اس بارے میں کئی احادیث مروی ہیں۔ اللہ پاک کا یہ فرمان ہے: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ﴾(پ5، النساء:64) کیونکہ نبی علیہ الصلوۃ و السلام کی تعظیم و عزت کا معاملہ وصالِ ظاہری کے بعد بھی ختم نہیں ہوتا۔ یوں نہیں کہا جاسکتا کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا اپنے امتیوں کے لیے استغفار و دعا اور امتیوں کا نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کرنا فقط حیاتِ ظاہری ہی کے ساتھ خاص تھا کیونکہ محققین علمائے کرام نے جواب دیا ہے کہ یہ آیت اللہ کے توبہ قبول کرنے اور رحم فرمانے کے تین امور کے معلق ہونے پر دلالت کرتی ہے: (1) بارگاہِ اقدس کی حاضری، (2) اپنے لیے استغفار، (3) نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا لوگوں کے لیے استغفار۔

## تمام مؤمنین کے لیے استغفار فرمانا ثابت

نبی علیہ السلام کا تمام مؤمنین و مومنات کے لیے استغفار فرمانا ثابت ہے کہ آپ نے سب کے لیے مغفرت کی دعا مانگی ہے۔ جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾(پ26، محمد:19)(ترجمۂ کنز الایمان: اے حبیب! اپنے خاص غلاموں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔) لہٰذا جب لوگوں کا بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر استغفار کرنا پایا جائے گا تو آیت میں مذکور تینوں امور پائے جائیں گے جن پر رحمتِ باری تعالیٰ اور قبولیت توبہ مترتب ہوتی ہے۔[1]

## روضہ رسول کی طرف منہ کر کے دعا مانگو

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے پوچھا کہ کیا میں (روضۂ انور پر حاضری کے موقع پر) قبلے کی طرف منہ کر کے دُعا مانگوں یا نبی پاک صلی اللہ علیہ

(1) المواھب اللدنیۃ، 3/589، المکتبۃ التوفیقیۃ، قاہرہ، مصر

والہٖ وسلم کی طرف رُخ رکھوں ؟ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے تم کیونکر منہ پھیر سکتے ہو؟ حضور تاجدارِ عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم تو بروزِ قیامت اللہ پاک کی بارگاہ میں تمہارے اور تمہارے والد گرامی حضرت آدم علیہ السلام کیلئے بھی وسیلہ ہیں، تم نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمّت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی طرف منہ کرکے شَفاعت کی بھیک مانگو، اللہ پاک اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی شَفاعت ضرور قبول فرمائے گا، اللہ ربُّ العباد خود ہی ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ (پ5، النساء:64) (ترجمہ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حُضور حاضِر ہوں اور پھر اللہ سے مُعافی چاہیں اور رسول ان کی شَفاعت فرمائے تو ضَرور اللہ کو بَہُت توبہ قَبول کرنے والا مہربان پائیں۔)[1]

## مغفرت ذنوب کا تریاق

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: روضہ انور (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی حاضری سُنّتِ جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے اور قرآنِ عظیم نے اسے مغفرتِ ذنوب (یعنی گناہوں کی بخشش) کا تِریاق بتایا: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ (پ5، النساء:64) اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کے لئے معافی مانگے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔[2]

## مغفرت کی تینوں شرطیں

علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

---

(1) الشفا، 2/41، دار الفکر، بیروت

(2) ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص315-316، مکتبۃ المدینہ کراچی

روضۂ مقدسہ کی زیارت سنت موکدہ قریب واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا﴾(پ5، النساء:64)اور اگر یہ لوگ جس وقت کہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں آپ کے پاس آجاتے اور خدا سے بخشش مانگتے اور رسول ان کے لئے بخشش کی دعا فرماتے تو یہ لوگ خدا کو بہت زیادہ بخشنے والا مہربان پاتے۔

اس آیت میں گناہگاروں کے گناہ کی بخشش کے لئے ارحم الراحمین نے تین شرطیں لگائی ہیں اول دربار رسول میں حاضری۔ دوم استغفار۔ سوئم رسول کی دعائے مغفرت۔ اور یہ حکم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری دنیوی حیات ہی تک محدود نہیں بلکہ روضہ اقدس میں حاضری بھی یقینا دربار رسول ہی میں حاضری ہے۔ اسی لئے علماء کرام نے تصریح فرمادی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار کا یہ فیض آپ کی وفات اقدس سے منقطع نہیں ہوا ہے۔ اس لئے جو گناہگار قبر انور کے پاس حاضر ہو جائے اور وہاں خدا سے استغفار کرے اور چونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو اپنی قبر انور میں اپنی امت کے لئے استغفار فرماتے ہی رہتے ہیں۔ لہٰذا اس گناہگار کے لئے مغفرت کی تینوں شرطیں پائی گئیں۔ اس لئے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی ضرور مغفرت ہو جائے گی۔

یہی وجہ ہے کہ چاروں مذاہب کے علماء کرام نے مناسک حج وزیارت کی کتابوں میں یہ تحریر فرمایاہے کہ جو شخص بھی روضہ منورہ پر حاضری دے اس کے لئے مستحب ہے کہ اس آیت کو پڑھے اور پھر خدا سے اپنی مغفرت کی دعا مانگے۔[1]

## (3) نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو وسیلہ بنانے کا ثبوت

علامہ محمد ابن حاج مکی مالکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب المدخل میں لکھتے ہیں کہ نبی

---

(1) سیرت مصطفیٰ، ص848، مکتبۃ المدینہ کراچی

علیہ السلام کی ذات مقدسہ کو وسیلہ بنانا، یہ وہ مقام ہے جس کی مدد سے بندہ اپنی خطاؤں، گناہوں اور رب تعالیٰ کی نافرمانیوں کے بوجھ کو اتار سکتا ہے۔ کیونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی شفاعت کو رب تعالیٰ کے نزدیک وہ برکت و عظمت حاصل ہے جس کے سامنے گناہ بھی بے بس ہو جاتے ہیں کہ شفاعت نبوی ان سب نافرمانیوں پر غالب آجاتی ہے۔ لہٰذا، ایسے لوگوں کے لیے خوشخبری ہے جو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کرتے ہیں، اور جو زیارت نہ کر سکے تو وہ شفاعت نبوی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو وسیلہ بناتے ہوئے، رب تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع لائے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَحۡرِمۡنَا مِنۡ شَفَاعَتِهٖ بِحُرۡمَتِهٖ عِنۡدَكَ آمِينَ يَا رَبَّ الۡعٰلَمِين یعنی اے اللہ! تیرے نزدیک نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی وجاہت کا واسطہ ہمیں شفاعت نبوی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے محروم نہ کرنا، آمین یا رب العالمین۔[1]

## مخالفینِ وسیلہ وشفاعت کی محرومی

علامہ ابن حاج مکی مالکی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے تو وہ ضرور محروم و بدنصیب شخص ہے۔ کیا ایسے لوگوں نے اللہ پاک کا یہ فرمان نہیں سنا کہ ﴿وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا﴾ (پ5، النساء:64) لہٰذا، جو شخص ان کی بارگاہ میں حاضر ہو اور ان کے دروازے پر کھڑا ہو کر انہیں وسیلہ بنائے تو وہ ضرور اللہ پاک کو توبہ قبول فرمانے اور رحم کرنے والا پائے گا کیونکہ اللہ پاک اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں فرماتا۔ اللہ پاک نے ہر اس شخص سے توبہ قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے جو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے در پر سوالی بن کر حاضر ہو اور اپنے لیے استغفار کرے۔ یہ

---

(1) المدخل لابن الحاج، 1/ 259، 260، دار الفکر، بیروت

ایسی بات ہے کہ جس میں وہی شک کرے گا جو دین مخالف اور اللہ ورسول کا معاند و دشمن ہو گا، اللہ پاک ہمیں ایسی محرومی سے بچائے۔[1]

تفسیر نعیمی میں ہے: ”حضور کی بارگاہ میں حاضری کے لئے مدینہ پاک جانا ضروری نہیں۔ جہاں سے رہ کر بھی ان کا توسل کیا جائے تو بھی حاضری میسر ہو جاتی ہے دیکھو یہاں جَآءُوْكَ تو فرمایا مگر فی المدینہ کی قید نہ لگائی۔ حضور کا وسیلہ اختیار کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ تواب بھی رحیم و مہربان بھی (ہے)، آپ کے وسیلہ کے انکاری کے لئے رب تعالیٰ نہ تَوَّاب (توبہ قبول کرنے والا) ہے نہ رحیم بلکہ قہار و جبار ہے جیسا کہ لَوَجَدُوا اللّٰهَ الخ سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کا پتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔“[2]

## (4) مخلوق کی پناہ گاہ و فریاد رس

امام حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث (لا تأمنن علی أحد بعدی یعنی اے ابو عبیدہ! میرے بعد کسی پر اطمینان نہ کرنا) کا راز و نیاز بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مخلوق کی پناہ گاہ، ان کے فریاد رس، ان پر باپوں سے بڑھ کر توجہ کرنے والے اور ان پر ماؤں سے بڑھ کر شفقت و ہمدردی کرنے والے ہیں۔ اللہ پاک نے بھی قرآن مجید میں ان خصوصیات پر یہ فرماتے ہوئے، گواہی دی ہے کہ ﴿ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (۱۲۸) ﴾ (پ11، التوبۃ:128) (ترجمہ کنز الایمان: جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مخلوق کے حق میں نرمی، شفقت اور خیر خواہی کا پیکر بنا دیا گیا اور آپ کا دل اللہ پاک کے نور سے منور ہو گیا۔ پس دنیا و مافیہا آپ کی نظر میں

---

(1) المدخل لابن الحاج، 1/260، دار الفکر، بیروت

(2) تفسیر نعیمی، 5/194، مکتبہ اسلامیہ، لاہور

انتہائی حقیر و کمتر ہو گیا۔ رضائے الٰہی کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خود کو اللہ پاک کی راہ میں یوں پیش کر دیا کہ آپ مخلوق کی پناہ گاہ و فریاد رس، مدد گار و سراپا رحمت اور جائے امان بن گئے۔

پس آپ کے مخلوق کی پناہ گاہ و فریاد رس ہونے کے متعلق اللہ عزوجل قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا﴾(پ5، النساء:64) ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔[1]

## بارگاہ میں حاضری سبب قبول توبہ و دفع بلائے عذاب

اسی متعلق امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں: "آیت کریمہ صاف ارشاد فرماتی ہے کہ حضور پر نور عفو غفور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری سبب قبول توبہ و دفع بلائے عذاب ہے، بلکہ آیت بیمار دلوں پر اور بھی بلا و عذاب کہ رب العزت قادر تھا یونہی گناہ بخش دے مگر ارشاد ہوتا ہے کہ قبول ہونا چاہو تو ہمارے پیارے کی سرکار میں حاضر ہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والحمد للہ رب العالمین۔"[2]

مجرم بلائے آئے ہیں جَآءُوْكَ ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

---

(1) نوادر الاصول فی احادیث الرسول، 1/120، دار الجیل، بیروت

(2) فتاوی رضویہ، 30/379، 380 رضا فاؤنڈیشن، لاہور

## (5)استغاثہ (مدد مانگنے) اور (6) یارسول اللہ کہنے کا ثبوت

مفتی سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہِ الٰہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا وسیلہ اور آپ کی شفاعت کاربرآری کا ذریعہ ہے۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی وفات شریف کے بعد ایک اعرابی روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور روضۂ شریفہ کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! جو آپ نے فرمایا ہم نے سُنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے: ”وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا“ میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوا تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی اس سے چند مسائل معلوم ہوئے:

- ❖ مسئلہ: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرضِ حاجت کے لئے اُس کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے۔
- ❖ مسئلہ قبر پر حاجت کے لئے جانا بھی ”جَآءُوْكَ“ میں داخل اور خیرُ القرون کا معمول ہے۔
- ❖ مسئلہ: بعد وفات مقبولانِ حق کو (یا) کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے۔
- ❖ مسئلہ: مقبولانِ حق مدد فرماتے ہیں اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔[1]

اور لوگ نہ صرف اپنی آخرت کی اصلاح و گناہوں کی معافی کے لیے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوتے، بلکہ دنیاوی معاملات میں بھی اعانت و استعانت کی التجاء کرتے تھے۔

---

(1) خزائن العرفان، سورۃ النساء، تحت الآیۃ 64، مکتبۃ المدینہ، کراچی

## تم سیراب کر دیئے جاؤ گے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے۔ پس ایک شخص روضہ مقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر حاضر ہوا، اور عرض کی: یارسول اللہ! اپنی امت کو سیراب کیجئے کہ لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔ پس نبی علیہ الصلوۃ والسلام ایک شخص کے خواب میں آئے، اور ان سے فرمایا: عمر کے پاس جاؤ اور اسے میرا سلام کہو۔ اور اسے خبر دو کہ تم سیراب کر دیئے جاؤ گے۔ اور اسے کہو کہ تم پر نرمی اختیار کرنا لازم ہے، (یہ دوبار فرمایا۔) پس وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور ان کو یہ ساری خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگ پڑے، اور پھر کہنے لگے: اے میرے ربّ! میں (حتی الامکان) کوئی کوتاہی نہیں کرتا سوائے اس کے جس سے میں عاجز آ جاؤں۔ (1)

## عام الفتق

اسی طرح مسند دارمی میں ہے کہ ایک مرتبہ اہلِ مدینہ شدید قحط کا شکار ہو گئے، تو انہوں نے اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں شکایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے روضہ مبارک کو دیکھو، اور اس میں سے آسمان کی طرف ایک روشندان بناؤ یہاں تک کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے ایسا کر دیا، اور پھر ہم پر ایسی بارش ہوئی کہ سبزہ اُگ آیا اور اونٹ موٹے ہو گئے یہاں تک کہ چربی سے پھٹنے لگے، تو اس سال کو عام الفتق (پھٹنے کا سال) کہا گیا۔ (2)

---

(1) مصنف ابن ابی شیبہ، 6/356، رقم: 32002، مکتبۃ الرشد، ریاض

(2) سنن دارمی، 1/56، حدیث: 92، دار الکتاب العربی، بیروت

## میں سنگ و گِل کے پاس نہیں آیا

صحابیِ رسول سیدنا ابو ایوب انصاری رحمۃ اللہ علیہ کی استعانت کے متعلق امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ میں لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مسند شریف میں بسند حسن روایت فرماتے ہیں: اقبل مروان یوما فوجد رجلا واضعا وجهه علی القبر فاخذ مروان برقبته ثم قال هل تدری ما تصنع فاقبل علیه فقال نعم انی لم اٰت الحجر انما جئت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ولم اٰت الحجر سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یقول لا تبکوا علی الدینِ اذا ولیه اهله ولکن ابکوا علی الدینِ اذا ولیه غیر اهله۔ یعنی مروان نے اپنے زمانہ تسلط میں ایک صاحب کو دیکھا کہ قبر اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہیں مروان نے ان کی گردن مبارک پکڑ کر کہا: جانتے ہو کیا کر رہے ہو؟ اس پر ان صاحب نے اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ہاں میں سنگ و گِل کے پاس نہیں آیا ہوں میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوا ہوں، میں اینٹ پتھر کے پاس نہ آیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: دین پر نہ روؤ جب اس کا اہل اس پر والی ہو، ہاں اس وقت دین پر روؤ جبکہ نااہل والی ہو۔[1]

یہ صحابی سیدنا ابو ایوب انصاری تھے رضی اللہ عنہ، تو تعظیم قبر وروح مطہر میں فرق نہ کرنا مروان کی جہالت اور اسی کے ترکہ سے وہابیہ کو پہنچی اور تعظیم قبر سے جدا ہو کر تعظیم روح کریم کی برکت لینا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے۔ اور اہل سنت کو ان کی میراث ملی، وللہ الحمد۔[2]

---

(1) مسند احمد، 38/558، حدیث: 23585، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت

(2) فتاوی رضویہ، 9/521، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

## (7)حاضر وناظر ہونے کا ثبوت

فتاوی رضویہ میں ہے: ”نبی توبہ: اقول وہ نبی توبہ ہیں، بندوں کو حکم ہے کہ ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ واستغفار کریں اللہ تو ہر جگہ سنتا ہے، اس کا علم اس کا سمع اس کا شہود سب جگہ ایک سا ہے مگر حکم یہی فرمایا کہ میری طرف توبہ چاہو تو میرے محبوب کے حضور حاضر ہو۔قال تعالیٰ: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا(۶۴)﴾(پ5، النساء:64)(ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔)

حضور کے عالم حیات ظاہری میں حضور (یعنی بارگاہ نبوی میں حاضر ہونا) ظاہر تھا، اب (وصال ظاہری کے بعد) حضور (یعنی حاضر ہونا) مزار پُرانوار (پر) ہے اور جہاں یہ بھی میسر نہ ہو تو دل سے حضور پرنور کی طرف توجہ حضور سے توسل فریاد، استغاثہ، طلب شفاعت (کرے) کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم اب بھی ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرماہیں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں: روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرماہیں۔“(1)

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا

## (10)دُرود پاک پڑھنا بھی موجبِ بخشش

ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

---

(1) فتاوی رضویہ، 15/654، رضافاؤنڈیشن، لاہور

”جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور اس میں اللہ کا نام نہ لیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر دُرود نہ پڑھیں تو وہ مجلس ان کے لیے باعثِ نقصان ہو گی۔ پس اگر اللہ چاہے تو ان کو عذاب کر دے اور اگر چاہے تو ان کو بخش دے۔“[1]

## دُرود پاک باعث بخشش

مجلس میں دُرود پاک پڑھنے کے حکم کی حکمت بیان کرتے ہوئے علامہ علی قاری اور علامہ شرف الدین طیبی رحمۃ اللہ علیہما لکھتے ہیں: اس بات کا احتمال موجود ہے کہ دورانِ گفتگو اہلِ مجلس سے کچھ ایسی باتیں صادر ہوئی ہوں جو عذابِ الٰہی کو دعوت دینے والی ہوں، تو حدیث میں اس آیت ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا(۶۴)﴾ کی طرف اشارہ ہے کہ دُرود پاک کی برکت کے باعث اللہ تعالیٰ بخشش فرمادے گا۔[2]

---

(1) ترمذی، 5/247، حدیث: 3391، دار الفکر، بیروت

(2) مرقاۃ المفاتیح، 4/59، دار الفکر، بیروت
شرح الطیبی علی مشکاۃ المصابیح، 5/1736، مکتبہ نزار مصطفیٰ، مکہ مکرمہ

# آیت جَآءُوْكَ پر مذاہب اربعہ کا موقف

## (توسل، شفاعت اور زیارتِ روضہ مقدس)

اس آیت کی روشنی میں توسل، شفاعت اور زیارتِ روضۂ اقدس پر مذاہبِ اربعہ کا اتفاق ہے، اور سب نے اسے مستحب قرار دیا ہے، بلکہ مذاہب اربعہ کی فقہی کتب میں بھی اس متعلق عوام الناس کی راہنمائی اور ترغیب وترہیب کے لیے باقاعدہ طریقہ کار بیان کئے گئے ہیں۔ ویسے تو ہر مذہب کی کثیر کتابوں میں اس متعلق تفصیلی کلام موجود ہے، لیکن یہاں اختصاراً چند تصریحات ملاحظہ فرمائیں؛

### فقہ حنفی

فقہ حنفی کی کتاب "الاختیار لتعلیل المختار" میں ہے کہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری کے وقت مبارک سر کی طرف کھڑا ہو، اور یوں عرض گزار ہو: اے اللہ تو نے فرمایا اور تیرا فرمان حق ہے کہ ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا(۶۴)﴾ (پ5، النساء:64) اور ہم تیری بارگاہ میں تیرے فرمان کو سنتے ہوئے، تیرے حکم کی بجاآوری کرتے اور تیرے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو شفیع پیش کرتے ہوئے حاضر ہو گئے ہیں۔[1]

### فقہ مالکی

فقہ مالکی کی کتاب "ارشاد السالک" میں ہے کہ روضہ انور پر حاضر ہو کر یوں سلام عرض کرے:

- السلام علیك أیها النبی و رحمة الله وبرکاته
- السلام علیك یا رسول الله!

---

(1) الاختیار لتعلیل المختار، 1/ 189-190، دار الکتب العلمیہ، بیروت

میں گواہی دیتاہوں کہ آپ نے پیغام رسالت پہنچا دیا ہے اور امانت سپرد کر دی ہے، اور امت کی بہترین راہنمائی کی ہے، اور اللہ کی راہ میں کماحقہ جہد و کوشش کی۔ آپ نے اپنے رب کی یوں عبادت کی کہ آپ کو حق الیقین حاصل ہو گیا اور اس نے آپ پر اپنی کتاب نور نازل فرمائی اور اس میں اولین و آخرین کے علوم جمع کر دیئے اور اس میں آپ کی یوں تعریف فرمائی۔ سب سے بڑھ کر عزت والے رب عزوجل نے فرمایا اور یقیناً اس کا قول برحق ہے: ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا(۶۴)﴾ (پ5، النساء:64)

یارسول اللہ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، اور میں اپنے گناہوں سے معافی مانگتا ہوا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں اور آپ کو رب تعالیٰ کی بارگاہ میں شفیع بناتا ہوں اس امید پر کہ وہ آپ کی شفاعت کے سبب میری مغفرت فرمادے۔[1]

## فقہِ حنبلی

فقہ حنبلی کی کتاب "التذکرۃ فی الفقه علی مذھب الامام احمد" میں ہے کہ پھر یوں دعا کرے: اے اللہ تو نے اپنی کتاب میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق یہ فرمایا ہے: ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا(۶۴)﴾ (پ5، النساء:64) اور میں تیرے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں تائب ہو کر معافی مانگتے ہوئے حاضر ہو گیا ہوں۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت کو لازم فرمادے جیسا کہ تو نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی ظاہری حیات میں آنے والوں کی بخشش فرمادی ہے۔ یا اللہ! میں تیری بارگاہ میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے وسیلہ سے توجہ کرتا ہوں جو نبیِ رحمت ہیں۔ یارسول اللہ!

---

(1) ارشاد السالک الی افعال المناسک، 2/760، مکتبۃ العبیکان، ریاض

میں آپ کے وسیلہ سے اللہ پاک کی بارگاہ میں متوجہ ہو رہا ہوں تاکہ وہ میری مغفرت فرمادے۔ یااللہ! میں تجھ سے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے گناہوں کو بخش دے۔ (1)

## فقہ شافعی

فقہ شافعی کی کتاب "المجموع شرح المھذب" میں ہے کہ (روضہ رسول پر حاضر ہونے کے بعد) یوں سلام عرض کرے:

- السلام علیك یا رسول اللہ
- السلام علیك یا نبی اللہ
- السلام علیك یا خیرۃ اللہ
- السلام علیك یا حبیب اللہ
- السلام عیك یا سید المرسلین وخاتم النبیین
- السلام علیك یا خیر الخلائق اجمعین
- السلام علیك وعلی آلك وأهل بیتك وأزواجك وأصحابك أجمعین
- السلام علیك وعلی سائر النبیین وجمیع عباد اللہ الصالحین

اور پھر اپنے لیے (دعا کرتے ہوئے) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو وسیلہ اور شفیع بنائے۔ اور وہ کیا ہی بہترین قول ہے جسے امام ماوردی اور قاضی ابو طیب رحمۃ اللہ علیہما وغیرہ ہمارے تمام اصحاب نے عُتبی سے حکایت کیا اور وہ اسے مستحسن (اچھا) جانتے تھے (یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ آگے بیان کیا جائے گا۔) (2)

---

(1) التذکرۃ فی الفقہ علی مذھب الامام احمد، ص 117، دار اشبیلیا، ریاض

(2) المجموع شرح المھذب، 8/273-274، دار الفکر، بیروت

## امام غزالی اور حاضری کے آداب

شوافع میں سے امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ روضہ رسول پر حاضری کے آداب میں بیان کرتے ہیں کہ (صلوۃ و سلام عرض کرنے کے بعد) پھر یوں کہے:

اے اللہ! بے شک تو نے فرمایا اور یقیناً تیرا قول بر حق ہے: ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (۶۴)﴾ (پ5، النساء:64) ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اے اللہ پاک! ہم نے تیرا فرمان سنا اور تیرے حکم کی اطاعت کی اور ہم نے اپنے گناہوں کی معافی کروانے کے لیے تیرے دربار گوہر بار میں شفیع بناتے ہوئے، اپنی کوتاہیوں کے سبب خطاؤں کے بھاری بوجھ سے توبہ اور خطاؤں و کوتاہیوں کا اعتراف کرتے ہوئے تیرے نبی کی بارگاہ کا قصد کیا لہٰذا تو ہماری توبہ قبول فرما۔ ہم پر رحم فرما اور اپنے اس نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو ہمارے حق میں شفیع بنادے۔ (آمین)[1]

### فائدہ:

مذکورہ بالا کتب کے حوالہ جات اور آگے آنے والے واقعات اور ماقبل کے جزئیات سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ یارسول اللہ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

لیکن برصغیر پاک و ہند میں کچھ لوگوں کی منافقت دیکھیں کہ وہ "یارسول اللہ" کہنے کو شرک کہتے ہیں۔ حالانکہ یارسول اللہ کہنا عرب و عجم میں نہ صرف آج بلکہ عہد

(1) احیاء علوم الدین، 1/259، دار المعرفۃ، بیروت

صحابہ سے اب تک باقاعدگی کے ساتھ رائج ہے۔ ہر دور کے علماء و صلحاء اور عوام الناس کے کلام و اذہان میں اس کا طلوع و ظہور ملے گا۔ کتب اسلامیہ سے شغف اور اسلاف سے محبت رکھنے والا ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک ہر دور میں لوگوں نے یارسول اللہ کے نعرے لگائے ہیں، اور اب بھی لگاتے ہیں، بلکہ فی زمانہ اس کی صداقت انٹرنیٹ سے بھی معلوم کی جاسکتی ہے کہ ہر جگہ لوگ یارسول اللہ کہتے ہیں، اس کو شرک نہیں کہتا مگر وہی جسے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بغض ہو۔ الامان والحفیظ۔

اور نہ صرف یہ بلکہ میلاد و فاتحہ اور زیارات مقامات مقدسہ و حاضری قبور سمیت تمام معمولات اہلسنت جنہیں یہاں شرک کہہ کر برصغیر کی ایجاد و بدعت قرار دینے کی کوشش کی جارہی تھی تو اب لوگوں کو معلوم ہو رہا ہے کہ یہ نہ صرف برصغیر پوری اسلامیہ دنیا میں رائج ہیں۔

لہٰذا، اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ جمہور امت کے مخالف ہیں، اور اسلاف و سلف صالحین کے طریقے پر نہیں، بلکہ چند سال پہلے کی نجدی سوچ کے مغلوب و متاثرہ وائرس ہیں جن سے ہر شخص کو اپنا ایمان و اعتقاد بچانا فرض و لازم ہے۔

# آیتِ جَآءُوْكَ کے متعلق واقعات وحکایات

## اعرابی کا بارگاہِ رسالت میں حاضری کا انوکھا انداز

امام ضیاء الدین مقدسی رحمۃ اللہ علیہ ایک نہایت ہی عمدہ واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی قبر انور کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی (عرب کے دیہاتی شخص) کو اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آتے دیکھا۔ اونٹ سے اترنے کے بعد، وہ شخص نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی قبر انور پر حاضر ہوا، اور خوبصورت انداز میں سلام پیش کیا، اور پھر یوں عرض گزار ہوا:

"یارسول اللہ! اللہ پاک نے آپ کو نبوت کا وہ عظیم رُتبہ عطا فرمایا جو آپ ہی کے ساتھ خاص ہے، اور آپ ہی اس کے لیے خاص ہیں۔ اللہ پاک نے اپنی عظیم کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: (اور اس کا قول برحق ہے) ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا(۶۴)﴾ (پ5، النساء:64) ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

یارسول اللہ! میں آپ کی بارگاہ میں گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے، آپ کو اللہ کی بارگاہ میں شفیع بناتے ہوئے حاضر ہو چکا ہوں اور وہ آپ سے اپنے وعدے کو ضرور پورا کرنے والا ہے۔" پھر وہ یہ اشعار کہنے لگا:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي الْأَرْضِ أَعْظُمُه ۔۔۔ وَطَابَ مِنْ طِيْبِهِ الْقَيْعَانُ وَالْأَكَمُ
نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُه ۔۔۔ فِيهِ الْعَفَافُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ

یعنی اے زمین میں مدفون لوگوں میں سے بہترین شخص! جس کی خوشبو سے میدان وٹیلے معطر ہوگئے۔ میری جان قربان ہو اس قبر انور پر جس میں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم آرام فرماہیں اور اسی میں عفت وپاک دامنی اور جود وکرم ہے۔

## بارگاہ رسالت میں خوبصورت سلام اور بہترین دعا

اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد امام مقدسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں کہتاہوں کہ یہ واقعہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ سے بھی مروی ہے۔ چنانچہ، امام محمد بن حرب ہلالی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ شریف میں موجود تھا، تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی قبر کے پاس حاضر ہوا۔ اس دوران ایک شخص اپنے اونٹ پر سوار ہوکر آیا یہاں تک کہ اسے ٹھہرا کر باندھ دیا اور مسجد نبوی میں داخل ہوگیا۔ پھر نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں انتہائی خوبصورت سلام پیش کیا، اور بہترین دعا مانگی۔ پھر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم! آپ پر میرے ماں باپ قربان۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی وحی کے ساتھ خاص کر دیا اور آپ پر ایسی کتاب نازل فرمائی جس میں اولین وآخرین کا ذکر جمع کر دیا۔ اس نے اپنی پیاری کتاب میں ارشاد فرمایا اور بے شک اس کا فرمان برحق ہے: ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا(۶۴)﴾ (پ5، النساء:64) ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اور میں آپ کی بارگاہ میں شفاعت طلب کرتے ہوئے حاضر ہوا ہوں، اور اللہ پاک ضرور آپ سے کیاہو اوعدہ پورا فرمائے گا۔ پھر وہ شخص کہنے لگا:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي الْأَرْضِ أَعْظُمُه     وَطَابَ مِنْ طِيْبِهِ الْقَيْعَانُ وَالْأَكَمُ

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُه     فِيهِ الْعَفَافُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ

یعنی اے زمین میں مدفون لوگوں میں سے بہترین شخص! جس کی خوشبو سے میدان وٹیلے معطر ہوگئے۔ میری جان قربان ہو اس قبر انور پر جس میں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم آرام فرماہیں اور اسی میں عفت وپاک دامنی اور جود وکرم ہے۔(1)

## اعرابی کو بخشش کی نوید مل گئی

اکثر ائمہ کرام نے اسے امام عتبی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ قرار دیا ہے جیسا کہ امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام عُتبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں قبر رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے پاس موجود تھا تو وہاں ایک اعرابی آیا، اور روضہ رسول پر حاضر ہو کر سلام پیش کیا، اور کیا ہی خوب پیش کیا۔ پھر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم! میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا(۶۴)﴾ (پ5، النساء:64) اور میں آپ کے پاس اپنے گناہوں سے معافی مانگتے ہوئے حاضر ہو گیا ہوں، اور آپ کو اپنے ربّ کی بارگاہ میں شفیع ٹھہراتا ہوں۔ پھر وہ شخص روتے ہوئے یہ عرض گزار ہوا:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي الْأَرْضِ أَعْظُمُه     وَطَابَ مِنْ طِيْبِهِ الْقَيْعَانُ وَالْأَكَمُ

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُه     فِيهِ الْعَفَافُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ

یعنی اے ہموار زمین میں مدفون لوگوں میں سے بہترین شخص! جس کی خوشبو سے میدان وٹیلے معطر ہوگئے۔ میری جان قربان ہو اس قبر انور پر جس میں آپ صلی

(1) المنتقی من مسموعات مرو للضیاء المقدسی، ص239، مخطوط

اللہ علیہ واٰلہ وسلم آرام فرماہیں اور اسی میں عفت و پاک دامنی اور جود وکرم ہے۔

امام عُتبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھر وہ شخص سواری پر سوار ہوا اور واپس لوٹ گیا۔ مجھے اونگھ آگئی تو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی زیارت کی تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے عتبی! اعرابی کو خبر دیدو کہ اللہ پاک نے اس کی مغفرت فرمادی ہے۔[1]

مجرم بلائے آئے ہیں جَآءُوْكَ ہے گواہ
پھر رَد ہو کب یہ شان کرِیموں کے دَر کی ہے

**فائدہ:**

اس واقعہ کو امام ماوردی (وفات450ھ)، امام ابن عساکر (وفات571ھ)، امام قاضی عیاض مالکی (وفات544ھ)، امام ابن قدامہ صاحب شرح کبیر (وفات682ھ)، امام نووی (وفات676ھ)، امام تقی الدین سبکی (وفات756ھ)، امام جلال الدین سیوطی (وفات911ھ) اورامام ابن حجر ہیثمی (وفات974ھ) رحمہم اللہ السلام وغیرہ جیسے جلیل القدر اہل علم حضرات نے اپنی کتب میں نقل فرمایا اور اسے زیارتِ قبر انور، توسل اور شفاعت کے جواز پر شاہد کے طور پر پیش کیا۔

تاہم، بعض ائمہ نے محمد بن حرب ہلالی رحمۃ اللہ علیہ والے واقعہ کے الگ ہونے کا اشارہ کیاہے۔ چنانچہ علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اس واقعہ کو امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ دمشق" میں اور امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "مثیر العزم الساکن الی اشرف الاماکن" میں محمد بن حرب ہلالی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیاہے کہ ان کے ساتھ بھی ویساہی واقعہ پیش آیاہے جیساکہ امام عُتبی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ

---

(1) الاحکام السلطانیۃ للماوردی، ص174، دار الحدیث، قاہرہ

پیش آیا ہے اور یہ واقعہ امام عتبی رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ کے علاوہ ہے۔[1]

## قبر سے بخشش کی خوشخبری

امام ابنِ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات 617ھ) نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال ظاہری کے تین دن بعد ہمارے پاس ایک اعرابی آیا اور اس نے خود کو قبر انور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قریب گرا دیا اور اپنے سر پر قبر انور کی مٹی ڈالی، اور پھر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا، اور آپ کو اللہ پاک کی طرف راہنمائی فرمائی گئی اور ہمیں آپ کی طرف سے راہنمائی ملی۔ اللہ پاک نے آپ پر جو کلام مقدس اتارا تو اس میں یہ آیت بھی ہے: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا(۶۴)﴾(پ5، النساء:64) پس قبر سے ندا آئی کہ تمہاری بخشش کر دی گئی ہے۔

اس قصہ کو ذکر کرکے علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: لہٰذا، اس مقدس مقام پر توبہ کرنی چاہیے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے سوال کرنا چاہیے کہ وہ اس توبہ کو توبہ نصوح بنادے۔ اس دعا کی قبولیت میں نبی پاک صلی اللہُ علیہ والہ وسلم کو اللہ کے ہاں شفیع بنانا چاہیے۔[2]

## ہر آنکھ اشکبار

اسی طرح العقد الفرید میں ہے: ایک اعرابی قبر رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر آیا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! آپ نے ہمیں جو فرمایا وہ ہم نے قبول کیا اور جو حکم دیا

---

(1) سبل الھدی والرشاد، 12/ 390، دار الکتب العلمیہ، بیروت
(2) سبل الھدی والرشاد، 12/ 390، دار الکتب العلمیہ، بیروت

اسے پورا کیا۔ آپ نے اپنے ربّ کی طرف سے ہمیں جو یہ پیغام پہنچایا ہم نے سنا: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا(۶۴)﴾ (پ5، النساء:64) ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے تو ہم آپ کے پاس آگئے لہٰذا ہمارے لئے استغفار کیجئے۔ یہ سن کر وہاں ہر آنکھ اشکبار ہو گئی۔ [1]

مذکورہ بالا روایت کو نقل کرنے کے بعد مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر نعیمی میں لکھتے ہیں "اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاجات عرض کرنے کے لئے اس کے مقبول بندوں کو وسیلہ بنانا کامیابی کا ذریعہ ہے، قبر پر حاجت کے لئے جانا بھی جَآءُوْكَ میں داخل ہے اور زمانہ صحابہ میں مروج تھا۔ مقبولان خدا کو "یا" کہہ کر پکارنا جائز ہے۔ ربّ کے مقبول بندے بعدِ وفات بھی مدد کرتے ہیں ان کی دعا سے حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔" [2]

(1) العقد الفرید، 3/194، دار الکتب العلمیہ، بیروت
(2) تفسیر نعیمی، 5/194، مکتبہ اسلامیہ، لاہور

## نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں توبہ کرنے کے واقعات

### سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بارگاہِ رسالت میں توبہ کرنا

بخاری شریف میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ انہوں نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصویریں تھیں تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اسے دیکھا تو اندر داخل نہ ہوئے، بلکہ دروازے پر ہی کھڑے ہو گئے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللّٰہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے چہرے کی ناگواری جان لی، اور عرض کی: "یا رسول اللہ أتوب إلی اللہ وإلی رسولہ "یعنی اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم)! میں اللہ کی بارگاہ میں اور اس کے رسول کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں۔[1]

### حضرت حارث بن سوید رضی اللہ عنہ کا بارگاہِ رسالت میں توبہ کرنا

اسی طرح ایک موقع پر حضرت حارث بن سوید رضی اللہ عنہ نے بھی ایک خطا سے توبہ کرتے و معافی مانگتے ہوئے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کیا تھا کہ (یارسول اللہ!) "إني أتوب إلی اللہ و رسولہ "یعنی میں اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔[2]

### چالیس صحابہ کرام کا بارگاہِ رسالت میں توبہ کرنا

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے چالیس اصحاب کرام جمع تھے جو آپس میں قدر و جبر کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ ان میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ الصلوۃ والسلام، نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ!

---

(1) بخاری، 2/21، حدیث: 2105، دار الکتب العلمیہ، بیروت

(2) الخصائص الکبری، 1/362، دار الکتب العلمیہ، بیروت

اپنی امت کے پاس تشریف لے جائیں وہ نئی باتیں کر رہے ہیں۔ چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام ان کے پاس ایسے وقت تشریف لائے جب عموماً آپ تشریف نہیں لاتے تھے، تو صحابہ کرام کو بھی تعجب ہوا۔ آپ ان کے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ آپ کے چہرے کا رنگ متغیر تھا اور یوں سرخی مائل تھا کہ گویا آپ کے رخسار مبارک پر کسی نے سرخ انار کا دانہ نچوڑا ہو۔ صحابہ کرام نے یہ دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے بایں طور پر کہ ان کی آستینیں چڑھی ہوئی تھیں، لیکن ان کے ہاتھ اور بازو کانپ رہے تھے۔ سب نے عرض کی: "تبنا الی اللہ و رسولہ "یعنی ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں توبہ کی۔[1]

## رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے استغفار کی التجا کرنا

(ایک موقع پر) حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں اپنے لیے استغفار کی التجا کی۔[2] آپ رضی اللہ عنہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے استغفار کی التجا کرنا دراصل قرآنِ پاک کی اِس آیت مبارکہ پر عمل ہے: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا(۶۴)﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔[3] (پ5، النساء:64)

## سیدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل النبوۃ میں لکھا ہے کہ (جب حضرت ابولبابہ رضی

---

(1) معجم کبیر، 2/95، حدیث: 1423، دار احیاء التراث العربی، بیروت

(2) مسلم، ص64، حدیث: 160، دار المغنی، ریاض

(3) فیضان ریاض الصالحین، 4/328، مکتبۃ المدینہ، کراچی

اللہ عنہ سے ایک معاملہ میں خطا سرزد ہوگئی تو)وہ سیدھے چلے گئے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف نہ آئے یہاں تک کہ خود کو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا اور کہا کہ میں اس جگہ سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ جو کچھ میں نے کیا ہے اس پر اللہ پاک میری توبہ قبول نہ فرمادے۔ انہوں نے عہد کر دیا کہ وہ دوبارہ کبھی بنو قریظہ میں قدم نہیں رکھیں گے اور نہ ہی وہ دوبارہ اس جگہ جائیں گے جہاں انہوں نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی ہے۔ پھر جب ان کی خبر نبی پاک صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کو پہنچی کہ انہوں نے خود کو باندھ لیا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: ”أما لو جاءنی لاستغفرت له “یعنی اگر وہ میرے پاس آجاتے تو میں ان کے لیے استغفار کرتا۔ پھر جب حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوئی تو لوگوں نے آپ کو کھولنا چاہا، لیکن آپ نے فرمایا: ”لا واللہ حتی یکون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھو الذی یطلقنی بیدہ “نہیں میں تم لوگوں کو نہیں کھولنے دوں گا، اللہ کی قسم! میں تب تک خود کو نہیں کھولوں گا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم مجھے اپنے مبارک ہاتھوں سے نہ کھولیں“ اور پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فجر کی نماز کے لیے باہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ان کو کھول دیا۔[1]

## خوش قسمت وزیر

عالم اور نیک سیرت وزیر ابو شجاع محمد بن حسن بن عبد اللہ رُوذَراوَری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آتا ہے کہ جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مسجد نبوی حاضر ہونے کی خواہش ظاہر کی تو انہیں وہاں لایا گیا۔ یہاں وہ دربارِ گوہر بار میں حاضر ہوئے اور پھر روتے ہوئے عرض کرنے لگے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم! اللہ پاک

(1) دلائل النبوۃ بیہقی، 4/16-17، دار الکتب العلمیہ، بیروت

نے فرمایا ہے: ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا(۶۴)﴾(پ5،النساء:64)میں آپ کے پاس اپنے گناہوں و جرائم کا اعتراف کرتا ہوا حاضر ہوں اور میں آپ کی شفاعت کا طلب گار ہوں۔ پھر وہ رونے لگے اور بہت روئے اور پھر اسی دن ان کی وفات ہو گئی۔[1]

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رَستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

یہ اللہ کی رحمت ہے چاہے تو نمرود ذلیل ہو کر مرے اور چاہے تو دنیا کے دور دراز کسی کونے میں رہنے والا بھی ایمان کی حالت میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے سامنے جان، جان آفرین کے سپرد کر دے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور ہماری نسلوں کو فیضان نبوی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے مالامال فرمائے اور مرتے وقت ایمان کی سلامتی، جلوۂ محبوب کی زیارت، بقیع کا مدفن، روز قیامت نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی شفاعت، حوض کوثر کا جام اور جنت الفردوس کا داخلہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحبہ اجمعین و الحمد للہ رب العالمین

---

(1) الکامل فی التاریخ، 8/395، دار الکتب العلمیہ، بیروت
المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، 17/26، دار الکتب العلمیہ، بیروت

# سید کامران عطاری مدنی
# کے چند مزید رسالے

1 63 حکایات و واقعات 2 تہجد گزاروں کے واقعات 3 ارشاداتِ اعلی حضرت
4 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ حکایات و واقعات
5 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ فتاوی رضویہ کی عبارات
6 آیتِ درود اور شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
7 لقمۂ حرام کی تباہ کاریاں 8 حضرت حاتم اصم کے واقعات 9 فضائلِ درودِ پاک
10 عقلمندوں کے لیے نصیحتوں کے مدنی پھول 11 حکایاتِ احیاء العلوم
12 علم کے پیاسے لوگ 13 علمِ غیبِ مصطفیٰ قرآنی آیات و تفاسیر کی روشنی میں
14 آیاتِ احکام ماخوذ از تفسیر صراط الجنان 15 حکایاتِ روح البیان
16 حیات انبیاء پر عمدہ دلائل 17 سود کی تباہ کاریاں
18 امامِ اعظم کی ذہانت کے واقعات 19 صفر کا مہینہ ہرگز منحوس نہیں
20 اخلاقِ مصطفی قرآن کی روشنی میں 21 حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی ۱۱۱ نصیحتیں
22 شانِ ولی 23 زبان کی آفات 24 خدمتِ والدین کا صلہ 25 توسل پر عمدہ دلائل
26 عدمِ سایۂ مصطفیٰ پر عمدہ دلائل 27 قیلولہ اور سائنس 28 حفظِ قرآن کے فضائل
29 عاشقانِ رسول کی قبریں 30 امام احمد بن حنبل اور معمولاتِ اہلسنت
31 ساری کثرت پاتے یہ ہیں 32 رشوت کی تباہ کاریاں 33 احادیثِ قدسیہ کے انوار
34 تخریجِ احادیثِ فیضانِ سنّت 35 نابالغ بچوں کے احکام ومسائل
36 شانِ امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ 37 مختلف حکایات و واقعات
38 فحش وڈیوز دیکھنے کا عبرتناک انجام 39 دیُّوث کون؟ 40 فتنۂ دجّال
41 مَائِلَاتٌ مُمِیْلَاتٌ کون ؟ 42 امام بخاری علیہ الرحمہ اور معمولاتِ اہلسنت
43 امام مسلم علیہ الرحمہ اور معمولاتِ اہلسنت 44 سخاوتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قرآن وحدیث کی روشنی میں
45 کالے جادو کا علاج 46 تعویذ پہننا شرک نہیں
47 حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا ولی؟ علمی و تحقیقی گفتگو 48 خون کے آنسو
49 ننگے سر نماز پڑھنا کیسا ؟ 50 بزرگانِ دین کا شوقِ عبادت 51 بزرگانِ دین کا شوقِ تلاوت
52 حدیثِ غدیر اور حدیثِ منزلت کی شرعی حیثیت 53 اسمِ اعظم کی تحقیق
54 بزرگانِ دین کا شوقِ صدقہ وخیرات 55 نَفسِ اَمّارہ کی شرارتیں
56 اذانِ بلال اور سورج کا نہ نکلنا ایک علمی و تحقیقی رسالہ 57 حُسن وجمالِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم
58 فراستِ مومن 59 جوامع الکلم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم 60 تفسیر آیتِ ختمِ نبوت علمی و تحقیقی رسالہ
61 دعا مومن کا ہتھیار ہے 62 صحبت کا اثر 63 اصل ترقی 64 بزرگانِ دین کا طریقۂ شکرگزاری
65 مایوسی کا علاج 66 حدیثِ ضعیف وحدیث موضوع کی تحقیق 67 ابنِ تیمیہ کون؟
68 ناشکری کا انجام 69 خوفِ خدا میں رونے والوں کے واقعات 70 نورانی چہرے
71 فضائلِ مدینہ 72 فضائلِ آبِ زم زم 73 مجرم بلائے آئے ہیں جَآءُوْکَ ہے گواہ

## ان شاء اللہ عنقریب آنے والے رسالوں کے نام

1 مسئلہ سماعِ موتی پر علمی و تحقیقی گفتگو
2 تلخیص رسالہ حیات الموات فی بیان سماع الاموات
3 تلخیص رسالہ الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلا
4 تلخیص رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین


مکتبہ اَفکارِ رَضا

MAKTABA AFKAR-E- RAZA

 +923155322470

 /FIQHIMASAIL2526  /SYEDKAMRAN786

 +923169168614  /IAMKAMRANMADANI